انجمن مؤلفین بیداری اسلام کے دورِ جدید کا تبلیغی رسالہ

اسلام اور رواداری

رشحۂ قلم

فاضلِ جلیل عالی جناب مولانا مولوی سید محمد صادق صاحب قبلہ ممتاز الافاضل نبیرہ
سرکار نجم الملۃ دامت برکاتہ

مطبوعہ الواعظ صفدر پریس مدرسۃ الواعظین لکھنؤ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ علیٰ سید
المرسلین وآلہ الطاہرین ہ

اسلام اور رواداری

اس وقت جبکہ ہندوؤں کے ناقابل برداشت مظالم اور بہیمانہ
طرز عمل سے تنگ آکر اچھوت طبقہ اجتماعی حیثیت سے ایک ایسے مذہب کا متلاشی
نظر آرہا ہے جس کے آغوش میں معمولی سے معمولی افراد بلا کسی امتیاز کے
تمدن کی گھڑیاں آزادی کے ساتھ گذار سکتے ہوں۔ جسکے تعلیمات ذاتی
انتسابات کو معیارِ تفوق نہ قرار دیتے ہوں جس کے دامن میں مساواتِ
نوعی کے جوہر جلوہ پاش ہوں۔ اس موقع سے فائدہ اُٹھانے کے لئے ہر مذہب
کی ذمہ دار ہستیاں اچھوتوں کی اس پُرخلوص وحق جو جماعت کو اپنے اندر
جذب کرنے میں مصروف نظر آرہی ہیں لہذا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اس
حقیقت کا چہرہ بالکل بے نقاب کردیا جائے کہ دُنیا میں اسلام کے علاوہ
نوعی مساوات کے تحفظ اور تمدنی و معاشرتی شعبوں میں نسلی و غیر نسلی
امتیازات سے غیر متعلق ہونے کا کوئی مذہب دعویٰ نہیں کرسکتا سکون و

اطمینان کی گھڑیوں میں غور کیجئے تو آپکو خود معلوم ہو جائے گا کہ دوسرے مذاہب کے مدعیان مساوات کے دعاوی اصلیت کے رنگ روپ اور حقانیت کے غازہ سے بالکل سادہ ہیں ادراک اگر خطا نہ کرے تو ان دعووں کی بے آہنگی کا منکشف اور اس حقیقت کا بے حجاب ہو جانا بالکل آسان ہے کہ اپنی مذہبی تعلیمات میں وقتی اقتضاء کے مطابق کتر بیونت یا اپنے دلی منشا کے مطابق تحریف کئے بغیر کوئی مذہب مساوات کا مدعی نہیں ہو سکتا۔

بالکل صاف بالکل شفاف ذرا سا میل نہیں ذرا سا شبہ نہیں اس حقیقت کے نکھار میں کہ اسلام نے اس وقت جبکہ اس کی طفولیت کا زمانہ تھا اس کی تعلیمات کی ابتدا تھی اس کے نمود کا آغاز تھا ہزاروں تلواریں اس کے خون کی پیاسی بےشمار قوتیں اس کے فنا کرنے پہ تلی ہوئی تھیں۔ جو تعلیمیں اپنے پرستاروں کے سامنے پیش کیں وہ اور جو آج دنیا کے سامنے موجود ہیں یہ دونوں متفقہ حیثیت سے اس امر پہ روشنی ڈال رہی ہیں کہ اسلام تساوئی حقوق کا سب سے بڑا طرفدار ہے۔ علمی معلومات کے گرانقدر ذخیروں زر و جواہر کے بیش بہا خزانوں اور صنعت و حرفت درجہ و منزل کی بڑی بڑی رفعتوں کو اسلام ٹھکرا دیتا ہے وہ محض دولتمند ہونے کی وجہ سے کسی انسان کی قدر نہیں کرتا وہ کسی بڑے سے بڑے خاندان بڑے سے بڑے عہدہ کی طرف منسوب ہونے کی وجہ سے کسی کو بزرگی و عزت کا مستحق نہیں

سمجھا ایک ایسا انسان جو پیشہ کے لحاظ سے دُنیا کے خیال میں بدترین افراد نوعِ انسانی ہو سکتا ہے وہ اگر اسلامی تعلیمات کے کعبہ کا طواف کر رہا ہے تو اسلام اُس کو بادشاہوں اور اعلیٰ ترین اربابِ مناصب پر ترجیح دینے کے لئے تیار ہے۔

نہ دولت نہ ثروت نہ جاہ نہ حشم کچھ نہیں ذرا سی عزت کے مستحق نہیں اسلام ان کو قدموں سے ٹھکرا دینے کا مستحق سمجھتا ہے۔ ہاں اسلام کی نگاہ میں اگر کوئی چیز عزت کی مستحق قدر کے قابل ہے تو وہی جس کو عقل عزت کا مستحق دیانت قدر کا اہل سمجھتی ہے جس کو دُنیا عمل کے مختصر لفظوں کے ساتھ یاد کرتی ہے۔

ایک نیک عمل کرنے والا انسان چمار ہے بہتر ہے مزدور ہے مگر اسلام اُسے اپنے دل کا ٹکڑا اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک کہتا ہے کیوں؟ صرف اس لئے کہ اُس نے عزت و رفعت بزرگی و سربلندی کا جو معیار قرار دے دیا تھا اُس پر وہ پوری طرح منطبق ہو رہا ہے اس کے برخلاف ایک لاتعداد علمی باریکیوں کی حامل بیشمار دولت کی خزینہ دار بزرگ ترین خاندان کی طرف انتساب کا شرف رکھنے والی ہستی اُس کے خیال میں بالکل ناقابلِ توجہ و التفات ہے کیوں؟ محض اس لئے کہ عمل جو کہ اُس کے خیال میں ارتقاءِ ذاتی کا منفرداً ذمہ دار ہے اُس کی شعاعیں اُس کے آغوش

میں نور یاش نظر نہیں آرہی ہیں۔

میرا یہ دعویٰ یقیناً دیانت سے لبریز و صداقت سے مملو ہے کہ اچھوت بلکہ اس سے بھی زیادہ اگر پست قومیں دنیا میں موجود ہوں تو اُن کے استحقاق کی رعایت اُن کے حقوق کی حمایت صرف اسلام ہی کر سکتا ہے۔

ذیل کی مختصر تحریر اس دعوے کی بنیادوں کو مستحکم بنانے کے لئے پیش کی جارہی ہے اُمید ہے کہ قارئین کرام مناظرانہ ذہنیت سے دامن کش ہو کر اس کا مطالعہ فرمائیں گے۔

مختصر لیکن بہت جامع لفظوں میں سُلجھی ہوئی تعبیروں کے ساتھ مجھے تنقیحاتِ ذیل میں دو چیزیں قلمبند کرنا ہیں ایک انسانی حقوق کی رعایت میں اسلام کی رواداری دوسرے دیگر مذاہب کا تعصب۔ ذیل کے بیانات انہی مقاصد کا آئینہ ہیں۔

انسانی حقوق کی پامالی کے دلدوز مناظر

اور

پست اقوام کے متعلق ہندوؤں کا نظریہ

ہزاروں انسانوں کو اپنا جیسا انسان فرض کرنے کے بعد صرف

اپنے قائم کردہ وخود ساختہ نظریات ومراتب عزت پر غیر منطبق ہونے کی وجہ سے قابل نفرت وبیزاری قرار دینا یقیناً ظلم ہے گناہ ہے اور ایسا عظیم گناہ جس کی کسی طرح تلافی نہیں ہو سکتی مگر باوجود اس کے کتنی بڑی کمزوری وناحق شناسی ہے کہ ہندو آریہ عیسائی سکھ وغیرہ وغیرہ کوئی مذہب ایسا نظر نہیں آتا جس میں مذہبی حیثیت سے اس انسانی واخلاقی گناہ کی پابندی ضروری ولازم نہ قرار دی گئی ہو۔

ہندوؤں کی مذہبی کتابوں کا غور سے مطالعہ کیجئے تو آپ کو معلوم ہوگا اونکے یہاں گائے بیل بندر لنگور پیپل وریحان وغیرہ بالکل نمایاں پستی کا مرکز ہونے کے باوجود تو انتہائی عزت یہانتک کہ پرستش کے مستحق ہیں اور اچھوت انسانیت کا مصداق ہونے کے بعد اُن تمام ذلتوں کے قابل ہیں جن کا مختصر نمونہ ذیل میں پیش کیا جارہا ہے۔

ہندو مذہب میں اچھوتوں کا مرتبہ

ہندوؤں کے عقیدہ میں اچھوت جیسی قومیں اتنی ذلیل ہیں کہ اُن کے ساتھ شادی بیاہ گناہ۔ معاشرت جرم۔ کھانا پینا حدود مذہب سے نکل جانے کے مرادف۔ جو شواہد درج کرتے ہیں یہ اس دعوی کی وضاحت کے پورے پورے ذمہ دار ہیں۔

اچھوتوں کے ساتھ مساوات کا دعویٰ کرنے والے غور سے دیکھیں کہ اُن کے راہنمایان مذہب نے اچھوتوں کا کیا مرتبہ قرار دیا ہے۔ اگر سیاست پرستی کے نشہ میں مذہبی تعلیمات کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا جائے تو یہ بالکل حقیقت ہے کہ آریہ یا ہندو دھرم کے پرستش کرنے والے اچھوت اُدھار (اچھوتوں کو اپنے ساتھ منضم کرنے کی تحریک) کے کسی طرح مؤید نہیں ہو سکتے۔

اچھوتوں کا مندر میں داخل ہونا اُن کا جنیو سنسکار اُن کو دوج بنانا یہ تمام چیزیں سوامی دیانند کی تحریر و تعلیم کے بالکل منافی ہیں خصوصاً کھانے پینے کے متعلق تو سوامی دیانند جی کا بالکل صاف حکم موجود ہے جس میں اُنھوں نے سختی کے ساتھ اس امر کی مخالفت کی ہے لیکن افسوس ہے کہ آج آریہ سماجی طبقہ اپنے بزرگ ترین راہبر کے حکم کی مخالفت کر رہا ہے اور چونکہ اُن کی مذہبی تعلیمات اُن کے سیاسی اغراض کے خلاف ترجمانی کر رہی ہیں اس لیے وہ ان کے خلاف صف آرا نظر آ رہے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آریوں و ہندوؤں کو اپنے مذہب کا کوئی پاس نہیں اپنے اصول مذہب کے خلاف آج وہ شمع سیاست کا پروانہ نظر آ رہے ہیں چنانچہ سوامی جی اچھوتوں کے متعلق ایک سوال کے ضمن میں تحریر کرتے ہیں

(سوال) تمام انسانوں کے ہاتھ کی پکی ہوئی رسوئی کے کھانے میں کونسا قصور ہے؟ کیونکہ برہمن سے لیکر چانڈال پرینت تک کے جسم چمڑے کے ہیں

اور جیسا خون برہمن کے جسم میں ہے ویسا ہی چنڈال وغیرہ کے جسم میں موجود ہے پھر آخر منش ماتر کے ہاتھ کے پکے ہوئے کھانے میں کیا قصور ہے۔

(جواب) اسکے جواب میں سوامی جی لکھتے ہیں کہ اتیا دوش ہے۔ کیونکہ جس اُتم پدارتھوں (اچھی چیزوں) کے کھانے پینے سے برہمن اور برہمنی کے شریر میں درگندھ آدمی دوش نرسب رج ویریہ (مادہ تولید) اُتپن ہوتا ہے ویسا چانڈال چانڈالنی کے جسم میں نہیں کیونکہ چانڈال کا شریر درگندھ کے پرمانوں (ذرات) سے بھرا ہوا ہوتا ہے ویسا برہمن وغیرہ کا نہیں اسی لئے برہمن آدمی اُتم ورنوں کے ہاتھ کا کھانا اور چانڈال آدمی نیچ بھنگی چمار کا کھانا نہ کھانا چاہیے۔

(ستیارتھ پرکاش سوان سمولاس عکش خوشی صد ۲۸۲)

علاوہ بریں بہت سے ایسے مقامات ہیں جہاں سوامی جی نے چانڈال (بھنگی چمار شودر) کے ہاتھ کا کھانا پینا ناجائز قرار دیا ہے چنانچہ تحریر کرتے ہیں کہ "بھنگی چمار مسلمان بدمانس (شراب گوشت) اہاریوں کے ہاتھ کا کھانا پینا نہ چاہیے"

(ستیارتھ پرکاش عہ ۲۸۲)

اسی طرح منو سمرتی ادھیائے عہ ۵ اشلوک عہ ۱۱ و عہ ۱۲ میں لکھا ہے کہ اگر کوئی چنڈال شودر نیچ آدمی آریوں کی آبادی کے قریب بھیک مانگنے آئے تو ایک مخصوص جگہ جو اس کے لئے مقرر ہو وہاں کھڑے ہو کر بھیک مانگے تمام بستی کے راستوں کو ناپاک نہیں کر سکتا اور کوئی برہمن یا چھتری یا ویش اُسے

اپنے ہاتھ سے بھیک نہ دے بلکہ شودروں کے ہاتھ سے ٹوٹے ہوئے برتن میں دلوائے۔

منوسمرتی و ستیارتھ پرکاش کے ان اقتباسات سے یہ امر روز روشن کی طرح ہویدا ہو جاتا ہے کہ سوامی دیانند جی بھنگی چمار پاسی وغیرہ کے ہاتھ کے پکے ہوئے کھانے کو نجس اور اُن کے ساتھ کھانے کو گناہ سمجھتے ہیں

غریب اچھوتوں کے متعلق ہندو دھرم نے جن قوانین کی ترتیب دی ہے اُن کو دیکھکر معلوم ہوتا ہے کہ ان غریب انسانوں کو ہندو دھرم کس قدر ذلت کی نگاہ سے دیکھتا ہے چنانچہ منو مہاراج نے اپنے شاستر میں جو حقارت آمیز بیانات ان کے متعلق قلمبند کئے ہیں وہ چونکہ رشی کرت اور ارش گرنتھ (رشی کی تصنیف واستناد) کی وجہ سے سوامی دیانند جی کے نزدیک بھی بہت ہی مستند ہیں اس لئے وہیں سے کچھ چیزیں بطور نمونہ پیش کی جاتی ہیں۔

۱۔ جس کنوئیں سے کسی شودر (ٹھٹھیرا۔ سنار۔ تنبولی۔ کہار۔ لوہار وغیرہ) نے پانی پیا ہو اگر کوئی دوج (برہمن) چھتری۔ ویش اوس کا پانی بھولے سے پی لے تو بصورت ہضم ہو جانے کے ایک ہزار بار گائتری کا جاپ (ورد) کرے اور تین دن گائے کے پیشاب میں پکائے ہوئے جو کو کھاوے تب پوتر ہو گا۔

۲۔ کوئی چانڈال۔ شوپچ پیشاچ (بھنگی۔ چمار وغیرہ) آریوں کی آبادی میں نہیں آسکتا۔

(الف) اُن کی عورتیں چاندی سونے کا زیور نہیں پہن سکتیں۔

(ب) نئے کپڑے نہیں استعمال کر سکتے اور

(ج) تانبے پیتل کے برتن نہیں استعمال کر سکتے۔

۳۔ اگر بھولے سے کوئی چانڈال کسی برہمن کے گھر میں رات بسر کرے تو وہ برہمن اس مکان میں آگ لگائے بغیر پاک نہیں ہو سکتا۔

۴۔ اگر کوئی دوج بھولے سے کسی چانڈال کے گھر کی روٹی کھالے تو بصورت ہضم ہو جانے کے ایک ہفتہ برت رکھے اور روزانہ کمر سے زیادہ پانی میں کھڑے ہو کر ایک ہزار بار گائتری کا جاپ کرے اور گائے کے پیشاب میں پکے ہوئے جو کھائے اور کچھ نہ کھائے۔

۵۔ اگر کسی دوج پر چنڈال آدمی کا سایہ پڑ جائے تو اشنان اور جاپ کے بغیر وہ پاک نہ ہوگا۔

منوسمرتی میں اس سے زیادہ سخت قاعدے ان بیچارے غریب انسانوں کے لئے ترتیب دیئے گئے ہیں جن کا مطالعہ کر کے کبھی یہ وہم و گمان بھی نہیں ہو سکتا کہ جس مذہب کے راہنماؤں نے پست اقوام کے لئے ایسے سخت قوانین بنائے ہوں وہ ان کو کسی وقت بھی تمدنی و معاشرتی زندگی کے ہر شعبہ (شادی بیاہ کھانے پینے وغیرہ) میں مساوات کا مرتبہ عطا کر سکتے ہیں۔

سکھوں اور عیسائیوں میں پست اقوام کے حقوق کی پامالی

تمدنی و معاشرتی معاملات میں جس طرح اچھوت طبقہ کے ساتھ ہندوؤں نے رواداری کے بالکل خلاف طرز عمل جائز رکھا ہے بعینہ اسی طرح سکھوں اور عیسائیوں میں بھی یہی جذبہ کچھ معمولی سے تفرقہ کے ساتھ کارفرما نظر آرہا ہے چنانچہ سکھوں اور عیسائیوں کے معاشرتی قوانین صاف طور پر اس کے مؤید نظر آتے ہیں۔

اس مختصر رسالہ میں اتنی وسعت نہیں ہے کہ ہم سکھوں کی پست اقوام کے ساتھ جو معاشرت ہے اُس کی پوری پوری تصویر کھینچ سکیں اور نہ ہمیں اس کی ضرورت محسوس ہوتی ہے

کسی جنس کی اچھائی یا بُرائی کا پردہ فاش کرنے کے لئے صرف اُس کا نمونہ ہی دکھا دینا کافی ہوا کرتا ہے۔ اگر آئندہ ہم سے مطالبہ کیا گیا تو ہم سکھ معاشرت کے وہ تمام پہلو پیش کر دیں گے جن سے اُن کے غیر روادارانہ طرز عمل کی نقشہ کشی ہو جائے گی۔

پنجاب کی سرزمین جس کو سکھوں کا مرکز کہنا چاہئے اُس کا ذرہ ذرہ گواہی دے گا کہ وہاں سکھوں کا طرز عمل پست اقوام کے ساتھ کتنا قابل گرفت

ہے۔۔۔ جرم ہے گناہ ہے ظلم ہے کروہ کثیر التعداد مخلوق جس کو اسلام اپنا حلقہ بگوش ہونے کی صورت میں ہر قسم کی مساوات دینے کے لئے تیار اور انتہائی مسرت وشادمانی کے ساتھ اپنی انجمن عزت وشرافت کی شمع روشن بنانے کے لئے آمادہ ہو اس کو سکھ مذہب کا پرستار ہونے کے باوجود اپنی برادری سے باہر سمجھیں۔

غیر زراعت پیشہ سکھوں کی جماعت پنجاب میں سکھوں کی برادری سے خارج ہے اگر ہمارا یہ دعویٰ غلط ہے تو سکھ اس کی تردید کردیں

اسی طرح عیسائیوں کے یہاں تحفظ احترام کلیسا کے رسوم و قوانین نشست وبرخاست کے آداب کا مطالعہ کرنے کے بعد بھی یہی محسوس ہوتا ہے کہ وہ بھی اچھوتوں کو ہر قسم کی تمدنی ومعاشرتی مساوات دینے کا کسی طرح ادّعا نہیں کرسکتے

آئندہ اگر ضرورت ہوئی تو ہم اس دعویٰ کی تمام شواہد ہدیہ ناظرین کرینگے پیش کردہ شواہد وبیانات اس دعویٰ کے توثیق کرنے کے لئے بالکل کافی ہیں کہ متذکرہ بالا مذاہب میں سے کوئی مذہب زندگی کے ہر شعبہ میں پست اقوام کے ساتھ مساویانہ طرز عمل کو جائز خیال نہیں کرتا۔

تصویر مبحث کے ایک رُخ کو پوری وضاحت کے ساتھ پیش کرنے کے بعد اب تصویر کا دوسرا رُخ باقی رہجاتا ہے جس کو ہم ذیل میں درج کرتے ہیں۔

مساوات کے متعلق اسلام کا دلکش نغمہ

اور

اسلامی اساطین مذہب کی بے مثال سیرت

اسلام اُن انسانی نگینوں کا جامع اُن موتیوں کا سمیٹ لینے والا ہے جن کو دُنیا کے تمام مذاہب ذلت وحقارت کی نگاہ سے ٹھکرا دیتے ہیں اسلام اُن ہستیوں کا قدر دان ہے جو دوسروں کی نظر میں محض اچھوت ہونے کی وجہ سے ناقابل قدر ہیں۔ اسے فطری حقوق کی قدردانی کہئے یا انسانی حقوق کی مراعات کا عدیم النظیر جذبہ کہ اسلام اُن ذلیل پیشہ وروں کو انتہائی مسرت وشادمانی کے ساتھ اپنے آغوش میں لینے کے لئے تیار ہے جن کے دل کے باطنی پردوں میں قدردانی عمل صالح کا جذبہ کروٹیں لے رہا ہو۔

سیکڑوں دلفریب مناظر ہیں ہزاروں دلکش مثالیں مگر تھوڑی سی مثالیں ہیں جنکو انتہائی احتیاط اور مکمل وثوق کے ساتھ ارباب بصیرت کے مطالعہ کے لئے پیش کیا جاتا ہے۔

اسلامی تعلیم کا ایک مختصر نمونہ

وہ محترم مقام جس سے بڑھکر مسلمانوں کے عقیدہ میں کوئی مقام

قابل احترام نہیں ہوسکتا وہ جلیل منزل جہاں معمولی سی نجاست لیکر داخل ہونا ندہبی جرم ہے وہ اہم مکان جس کو سلطان السلاطین کی طرف منسوب ہونے کا شرف حاصل ہو (مسجد) وہاں نمازیوں کے بھیس میں آنے والوں کے لئے کوئی روک تھام نہیں وہاں جس طرح فرمانروایانِ حکومت آسکتے ہیں اُسی طرح ایک پست پیشہ ور بھی آنے کا استحقاق رکھتا ہے یہی نہیں بلکہ وہاں ایک میلا کچیلا بوسیدہ و پھٹا ہوا لباس پہنے ہوئے اگر کوئی مہتر بادشاہ کے پہلو میں آکر بیٹھ جائے تو بادشاہ کو اُسے اپنے پہلو سے اُٹھانے کا کوئی حق حاصل نہیں بڑے سے بڑا عہدیدار اسلامی روایات کی پابندی کرنے کی صورت میں اس امر کو جائز سمجھنے پر مجبور ہے کہ ایک ذلیل و پست حیثیت مسلمان کھانے پینے شادی بیاہ مختصر یہ کہ کُل تمدنی و معاشرتی معاملات (حدود و تعزیرات) میں اس کے ساتھ بعینہٖ وہی مساویانہ استحقاق رکھتا ہے جو اس کے مقابل اشخاص کو حاصل ہے صرف یہی نہیں بلکہ ایک ذلیل اچھوت اگر اُس کا عمل وزنی ہے تو اسلام اوسے اس سے زیادہ محترم سمجھتا ہے۔

قرآن کی تعلیم ہے ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم (تم میں سب سے بزرگ وہی ہے کہ جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہو)

لغت اُٹھا کر دیکھ لو تمھیں کہیں اتقےٰ کے معنی مالدار، جلیل المنصب شریف النسب کے نہیں ملیں گے۔

پیغمبر کا قول ہے کہ اگر اعمال اچھے ہیں تو جنت میں جائے گا اگرچہ غلام حبشی ہی کیوں نہ ہو اور دوزخ میں جائے گا اگر اعمال برے ہیں وہ چاہے سید قرشی ہی کیوں نہ ہو۔

بالکل صاف الفاظ اور سلجھی ہوئی عبارت ہے جس سے بخوبی اسلام کی مساوات پر پوری روشنی پڑ سکتی ہے بشرطیکہ عقل کی قوتیں تعصب کی وجہ سے کُند نہ ہو گئی ہوں۔

مساوات کی ایک اجمالی صورت پیش کرنے کے بعد صرف اس لئے کہ خط و خال بحث پر پوری طرح روشنی پڑ جائے ہم اس کے تفصیلی مناظر بھی پیش کئے دیتے ہیں تاکہ توضیح میں کسی قسم کی کمی نہ باقی رہے۔

کھانے پینے میں مساوات شواہد مساوات کو پیش کرنے سے پہلے اس امر کو واضح کر دینا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ عربی قواعد کے مطابق کسی موضوع کے کُل افراد اُس وقت تک حکم سے غیر متعلق نہیں ہو سکتے جبتک کہ کسی قید یا استثناء کی وجہ سے اُن کا اخراج نہ کیا جائے۔ مثال کے طور پر اسی کو لے لیجیے کہ سور المومن شفاءٌ (مومن کا جوٹھا شفاء ہے)۔ مومن اس جملہ میں چونکہ موضوع حکم ہے اور اس کے ساتھ کوئی قید یا استثناء بھی نہیں ہے بنا بریں دُنیا کے ہر ایماندار کے سور کو شفاء قرار دیا جائے گا عام اس سے کہ وہ مہتر ہو چمار ہو یا سی ہو یا کوئی

اور ذلیل پیشہ ور۔

مذکورہ بالا تعلیم بتاتی ہے کہ پست حیثیت مسلمانوں کے ساتھ کھانا پینا ہی نہیں بلکہ اگر اچھوتوں میں کی کوئی فرد سید جیسی جلیل النسب ہستی کے برتن میں کھانا کھائے یا پانی پیے اور بعد میں کھانا یا پانی کچھ بچ رہے تو اُسے ہر مسلمان کو قابل اجتناب تو درکنار شفا بخش سمجھنا چاہیے۔

نکاح میں مساوات جس طرح اسلام نے اکل و شرب میں باہمی مساوات کو جائز سمجھا ہے بعینہ اُسی طرح نکاح میں بھی اس پہلو کو نظر انداز نہیں ہونے دیا چنانچہ کتب فقہیہ میں صاف طور پر یہ تصریح موجود ہے۔ علامہ ابوالقاسم شرائع الاسلام میں تحریر فرماتے ہیں کہ **الکفاءۃ شرط فی النکاح وھی التساوی فی الاسلام** (نکاح میں مساوات ضروری ہے اور جس مساوات کی ضرورت ہے وہ محض اسلامی مساوات ہے)۔

عبارت بالا اگرچہ اس مطلب کو پوری توضیح کے ساتھ بیان کر رہی ہے کہ شادی بیاہ کے لئے صرف اسلامی مساوات کافی ہے لیکن مزید توضیح کے لئے ہم اس بحث کا ضمیمہ بھی پیش کئے دیتے ہیں تاکہ اصلیت کے چہرہ پر ہلکے سے ہلکا پردہ بھی باقی نہ رہے۔

علامہ موصوف لکھتے ہیں کہ **ویجوز نکاح الحرۃ العبد والعربیۃ العجمی والهاشمیۃ غیر الهاشمی و بالعکس وکذا ارباب الصنائع**

الدنیۃ بذوات الدین والبیوتات (آزاد عورت کا نکاح غلام مرد عربی عورت کا نکاح عجمی مرد۔ ہاشمی عورت کا نکاح غیر ہاشمی مرد اور اسی طرح عکسًا یعنی آزاد عربی ہاشمی مرد کا نکاح لونڈی وعجمی اور غیر ہاشمی عورت کے ساتھ جائز ہے۔ اسی صورت سے پست پیشہ وروں کا نکاح بھی اُن عورتوں کے ساتھ درست ہے جو ذوات الدین اور ذوات البیوت ہوں۔

عبارت مذکورہ میں لفظ ارباب الصنائع الدنیہ کے حاشیہ میں صاحب مسالک تحریر کرتے ہیں کالکناس والحجام بذوات الدین من العلم والصلاح والبیوتات من التجار وغیرھم لعموم الادلۃ الدالۃ علی تکافوء المومنین بعضھم لبعض ص ۲۳۵ (عبارت مذکورہ میں ارباب الصنائع الدنیہ سے خاکروب وحجام وغیرہ جیسے پست پیشہ ور اور ذوات الدین والبیوتات سے علم وصلاح اور تجارت جیسے جلیل ماحول میں پرورش پانے والی عورتیں مراد ہیں اس کا سبب اُن ادلّہ کی مفہومی عمومیت ہے جو بعض مومنین کو بعض کا ہم پلہ ثابت کرتے ہیں۔

اعتکاف میں مساوات مسجد میں صرف نماز کی غرض سے جانا یا صرف کچھ دیر ٹھہرنا ہی نہیں بلکہ ایک طولانی مدت تک ٹھہرنے کے لئے بھی مسلمانوں کے کسی خاص طبقہ کی تخصیص نہیں چنانچہ جس کتاب سے ہم سابقہ حوالے نقل کر چکے ہیں اُسی کتاب میں یہ بھی تحریر ہے کہ لایصح الاعتکاف

٢ الا من مکلف مسلم (غیر مسلم شخص کا اعتکاف مسجد میں صحیح نہیں

عبارت مذکورہ بالا میں جبکہ لفظ مسلم مطلق استعمال کیا گیا ہے تو اس سے لازمی طور پر یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ شخص مسلم عام اس سے کہ وہ کسی طبقہ سے تعلق رکھتا ہو اگر مسجد میں اعتکاف کرے تو اُس کا اعتکاف صحیح ہے۔

صرف مسجد ہی میں اعتکاف نہیں بلکہ مسلمانوں کے وہ محترم ترین مقامات جنھیں مسلمان پاکیزہ ترین مقامات سمجھتے ہیں وہاں بھی اچھوت طبقات کو مساویانہ درجہ حاصل ہے۔ جس طرح نجف وکربلا اور گنبدِ خضراء کے حرم میں ایک سیّد کو آزادی کے ساتھ داخل ہونے اور بیٹھنے کا حق حاصل ہے اُسی طرح ایک اچھوت کو بھی اس کا حق حاصل ہوگا۔

موقفِ حج میں مساوات خانۂ کعبہ جیسے محترم مقام میں بھی اسلام نے امتیاز کو کسی قسم کی راہ نہیں دی ہے وہاں بھی اچھوت عام مسلمانوں کی طرح طواف وغیرہ کا حق رکھتے ہیں۔ اسلامی کتابوں میں صرف شرائطِ وجوب کے ضمن میں حُرمت کی قید کا اضافہ کیا گیا ہے وہ بھی خاص مصالح کے ماتحت وانہ اگر وجوب سے قطع نظر کرلی جائے تو ہر مسلمان عام اس سے کہ وہ کتنا ہی پست سے پست کیوں نہ ہو حج کرنے سے ممنوع نہیں قرار دیا جا سکتا۔

رعایت حُرمت میں مساوات حرمة مال المسلم كحرمة دمه

شخص مسلم کا مال حرمت میں اُس کے خون کے مثل ہے۔ لفظ مسلم چونکہ عام ہے

اس لیے یہاں بھی جان و مال کی حرمت میں کُل مسلمان عام اس سے کہ وہ

ادنیٰ ہوں یا اعلیٰ سب مساوی ہوں گے۔

غیبت وغیرہ کی حرمت بھی ان تمام افراد پر عام ہوگی۔

مذکورہ بالا چیزوں کے علاوہ زندگی کے جس شعبہ پر بھی نظر کی جائے

گی اُس سے یہ معلوم ہوگا کہ اسلام نے پست اقوام کے ساتھ مساویانہ برتاؤ اور

روادارانہ طرزِ عمل کو کسی مقام پر نظر انداز نہیں ہونے دیا۔

ائمہ اسلام کی سیرت

اس سُرخی کے ذیل میں ہمیں چونکہ صرف بزرگانِ ملت اسلامیہ

کی سیرت کے نمونے پیش کرنا ہیں اس لئے ہم عبادت کو طولانی کر کے

اصل مطلب کو غیر متعلق امور کے تذکرہ سے اُلجھانا نہیں چاہتے غور کیجئے

تو سیرت کی یہ مثالیں اس بات کی طرف راہنمائی کرتی ہوئی نظر آئیں گی کہ اسلام

کو مساوات کس حد تک محبوب ہے۔

مسلمانوں کا پیغمبر دُنیا پر روحانی حکومت کے علاوہ مادی حکومت

بھی کر رہا ہے۔ اُس کا پرچم حکومت دُنیا کے ایک وسیع خطہ پر لہرا رہا ہے اُس

کی ایک آواز پر ہزاروں تلواریں جمع ہو سکتی ہیں اُس کے پاس نہ جاہ و
حشم کو ترقی دینے کے ذرائع کی کمی ہے نہ دولت و ثروت کے ذخائر
کے راستے مسدود۔ مگر باوجود اس کے وہ مساوات کی ضرورت کا احساس
کرتے ہوئے پھٹے کپڑے پہنتا ہے سوکھی روٹیاں کھاتا ہے۔ اور ایک ایسا
طبقہ جو اُس کی شریعت کے آنے کے قبل قابل نفرت خیال کیا جاتا تھا اُس
کے پہلو بہ پہلو بیٹھتا ہے اور جب اسے کوئی حیرت کی نگاہ سے دیکھتا ہے تو آپ
فرما دیتے ہیں کہ فقیر جالس فقیرا۔ مسکین جالس مسکینا (ایک
فقیر ہے جو فقیر کے پاس بیٹھا ہے اور ایک مسکین ہے جو مسکین کا ہم نشیں ہے)
غلام جیسا گروہ جس کو دُنیا ذلیل ترین جماعت سمجھتی تھی اُس کا
اسلام اتنا احترام کرتا ہے کہ ایک حبشی غلام کو گلدستۂ مسجد کی مؤذنی کا عہدہ
دیا جاتا ہے۔ ایک لونڈی کے ساتھ پیغمبر زادی گھر کا کام کاج کرتی ہے اور
تقسیم عمل اس طرح ہوتی ہے کہ ایک دن اگر کنیز کام کرتی ہے تو دوسرے
دن پیغمبر زادی۔ کیوں؟ صرف اس لئے تاکہ مساوات کا نکتہ نظر انداز نہ ہو
یقیناً یہ پیشوں کی قدردانی یا عزت افزائی تھی کہ پیغمبر نے باغبانی یا جو نعل دوزی
جیسے عہدے جن کو دُنیا آج ذلت کی نگاہ سے دیکھ رہی ہے اتنا اہم بنایا کہ اپنے
بھائی کو خاصف النعل کا خطاب دیا اور علی ابن ابیطالب علیہ السلام نے
باغوں کو سینچکر باغبان کے لقب کا اپنی طرف صحیح طور پر انتساب کر لیا۔ جس

سے معلوم ہوتا ہے کہ ذلیل سے ذلیل پیشہ اختیار کرنے کی وجہ سے انسان
کی عزت ایمانی میں کسی قسم کی کمی نہیں ہو سکتی
اگر نسب کی پستی کوئی بُری چیز ہوتی تو سلمان جو اسلام لانے سے پہلے غلام بنالئے گئے تھے
اُن کے متعلق کبھی پیغمبر اسلام یہ نہ کہتے السلمان منا اهل البیت (سلمان
ہمارے اہلبیت میں سے ہیں) یا زید جن کے متعلق بھی اسلام غلامی کا ثبوت
فراہم کر رہا ہے اُن کو اپنا متبنّٰی نہ فرماتے اور ان کے بیٹے اسامہ کو سرداری لشکر کا عہدہ
مرحمت نہ فرمایا جاتا۔
صرف پیغمبر اسلام ہی نہیں بلکہ اسلام کی بیشمار ایسی ہستیاں ہیں
جنہوں نے اپنے طرز عمل سے مساوات کی خوبیوں پر روشنی ڈالی۔ چنانچہ ائمہ
اہل اسلام کے حرموں میں آزاد عورتوں کے ساتھ کنیزیں بھی حقوقِ زوجیت
میں مساویانہ حیثیت سے شریک نظر آتی ہیں۔
مساواتِ نوعی اور احترامِ حقوقِ بشری کی یہ نمایاں مثالیں
ہیں بشرطیکہ انصاف کے ساتھ غور کیا جائے
ہم حق پسند اچھوتوں کو مخلصانہ دعوت دیتے ہیں کہ وہ
ان چیزوں کو غور کے ساتھ پڑھیں اور نتیجہ نکالنے میں بالکل آزاد ذہنیت
کا ثبوت دیں۔

والسلام علی من اتبع الهدیٰ ط

عرضِ حال
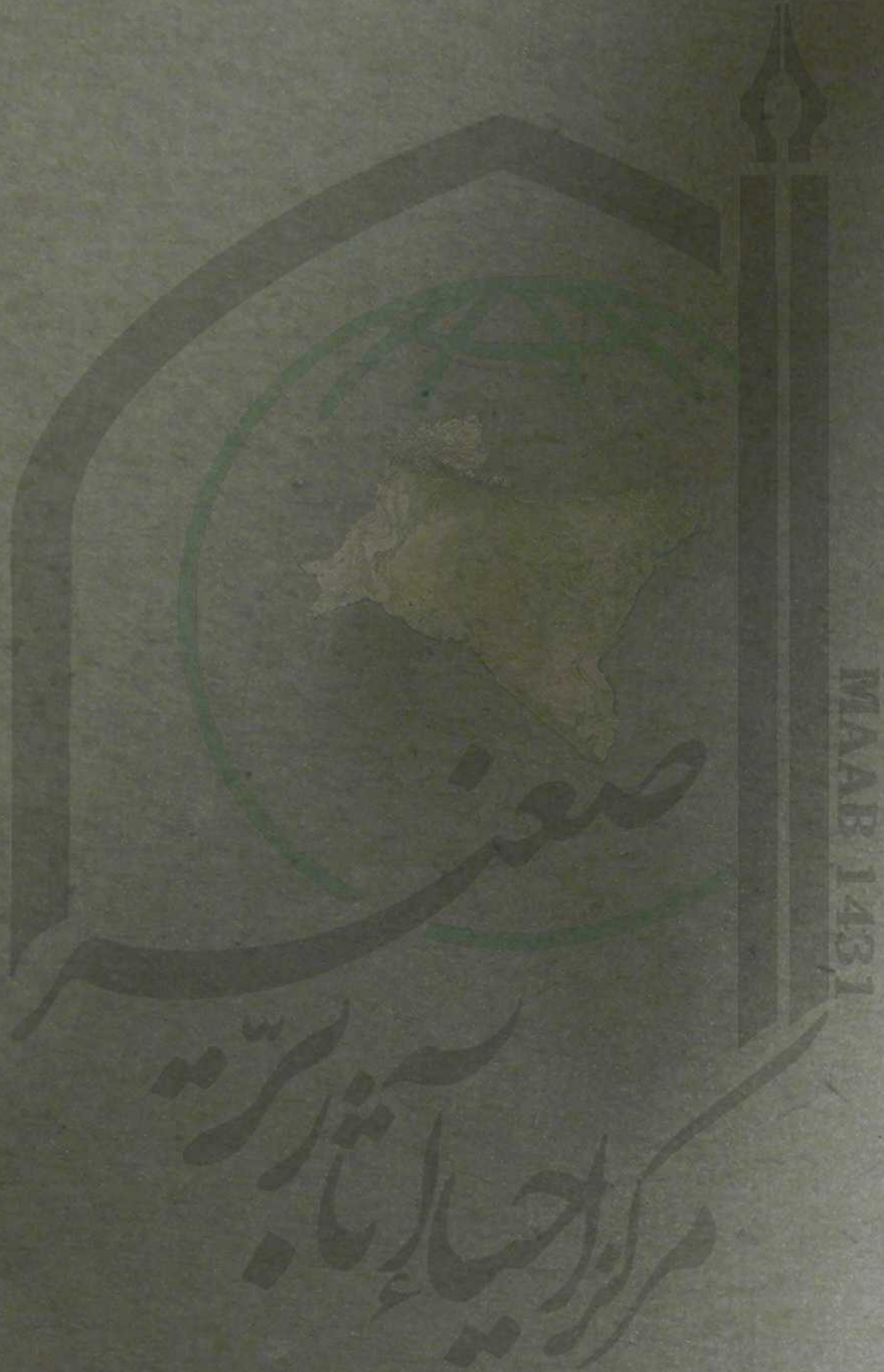
زیر نظر رسالہ میں اس حقیقت کا پوری وضاحت کے ساتھ
انکشاف کیا گیا ہے کہ پست اقوام کیساتھ مساوات و رواداری کا
اسلام کے علاوہ کوئی مذہب دعویٰ نہیں کر سکتا امید کہ
قارئین کرام سکون و اطمینان کی گھڑیوں میں انصاف و
دیانت کے ساتھ اسکا مطالعہ فرمائینگے۔

سید اقبال حسین منیجر شعبۂ تصنیف و تالیف مدرسۃ الواعظین لکھنؤ